Open Access

Al-Irfan *(Research Journal of Islamic Studies)*

Published by: *Faculty of Islamic Studies & Shariah*
Minhaj University Lahore

ISSN: *2518-9794 (Print), 2788-4066 (Online)*

Volume 08, Issue 15, January-June2023,

Email: alirfan@mul.edu.pk

کتاب المغازی للواقدی کے خصائص وامتیازات

(ایک تنقیدی مطالعہ)

Characterisitcs of Kitab Al-Maghazi (A Critical Study)

Rana Ahmed Raza

PhD schollar department of arabic and Islamic studies GC University Lahore

raraza1001@gmail.com

Dr. Imtiaz Ahmad

Assistant professor department of Arabic and Islamic studies GC University Lahore

ABSTRACT

After The Holy Quran and the books on Prophet's traditions, the Maghazi books are the source on Prophet Muhammad's Sirah. Chronologically the maghazi written in the first two centuries carry the most valuable material of Prophet's Sirah. Some books are based on the principles of Hadith collection, while others are in historic perspective. Among these, Maghazi of al-Waqidi has unique features and characteristics. Though Waqidi and his book carry some controversies but it also bears some unique charactertistics. These characteristics have merits as well as demerits. This article presents an analytical study to bring forth the attributes of this book and it bears astrive to highlight the characteristics of the book with pertinent examples.

Keywords:

maghazi of al-Waqidi, Sirah of the Prophet, the holy Qur'an, Prophet's Traditions, Decisive argument, Comprehensiveness.

https://doi.org/10.58932/MULB0005

علامہ واقدی کا مختصر تعارف:

صاحب المغازی واقدی کا پورا نام ونسب، ابو عبداللہ محمد بن عمر (1) بن واقد (2) الواقدی (3) المدنی (4) الاسلمی (5) ہے، اپنے خاندان وقبیلہ کے اعتبار سے بنو اسلم سے منسوب مولیٰ العتاقہ (6) تھے۔ بنو اسلم کے سردار صحابی رسول حضرت بریدہ بن الحصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کے فرزند اور مدینہ منّورہ کے مشہور گندم فروش (7) عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کے یہاں واقدی کے دادا واقد غلام رہے تھے (8)۔

کتب اسمائے رجال میں آپ کا ذکر صاحب مغازی و سیر اور تاریخ دان کے طور پر مذکور ہوا ہے۔ ابن ندیم نے آپ کو اخباریوں میں بھی شامل کیا ہے (9) آپ کے بھائی شملہ بن عمر سے بھی روایت کی گئی ہے۔ (10) آپ ۱۳۰ ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ (11) ابتدائی تعلیم اور پرورش مدینہ میں ہی پائی (12) ذہبی نے کہا کہ حجاز مقدس اور شام جا کر صغار تابعین سے تعلیم حاصل کرتے رہے (13)، مگر یہ بات درست نہیں اس لئے کہ آپ کو امام مالک بن انس جیسے جلیل القدر تابعی محدّث کی صحبت میسر تھی۔ اور آپ امام مالک کے گھر میں لگنے والی علمی مجلس میں باقاعدہ حاضری دیتے تھے (14)، البتہ ابن سعد کے بیان

---

(1) ابن سعد، بن منیع البصری، الطبقات الکبریٰ، قاھرہ: دار الفکر بیروت، 1414ھ، 5322

(2) ذہبی، احمد بن عثمان، حافظ، میزان الاعتدال: فی نقد الرجال، سانگلہ ہل: المکتبۃ الاثریہ باکستان، س ن، 3662

(3) نسب دادا کے نام واقد سے واقد منسوب ہے، اُردو دائرہ معاف اسلامیہ لاہور، 585/22

(4) مغلطائی، علاؤالدین ابن قلیج، اکمال تھذیب الکمال: فی اسماء الرجال، قاھرہ، دار الفاروق الحدیثۃ 1422

(5) ابن ندیم، بن اسحٰق الوراق، الفھرست، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2011ھ ص، 236

(6) آزاد کردہ غلام، موالی کی ایک قسم ہے محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث، لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2011ص 213-212

(7) کحالہ، عمر رضا، معجم المؤلفین، بیروت: دار الاحیاء اثرات العربی لبنان، 96/11

(8) ذہبی، احمد بن عثمان، حافظ، میزان الاعتدال 664/3

(9) ابن ندیم، الفھرست، ص: 269

(10) ابردیجی، ابو بکر احمد بن ہارون، طبقات الاسماء المفردہ: من الصحابۃ والتابعین، بیروت: فلاس والنشر للدراسات، 1987م 129/1

(11) یاقوت حموی، معجم الادباء، قاھرہ: دار المامون، مکتبۃ القراۃ والثقافۃ، س۔ن 281/18

(12) خطیب بغدادی نے تریخ بغداد قاھرہ: مکتبۃ الخانجی وحطبعۃ السعادۃ، 1931م 4/3

(13) ذہبی سیر الاعلام النبلاء بیروت؛ مؤسسۃ الرسالۃ، شاع سوزیا لبنان 1403ھ 404/9

(14) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، 4/3، سمعانی، الانساب، 281/13، محمد مصطفیٰ الاعظمی، تقدیم الموطا، 91/2

کے مطابق ۱۸۰ ہجری میں بغداد داخل ہوئے اور پھر بقیہ زندگی کے ۲۷ سال وہی گزارے (1)، عباسی حاکم ہارون الرشید حج کرنے آیا تو مدینہ میں مشاہد اسلامیہ و دیگر مقدسات اور مقاماتِ غزوات کی زیارت کا ارادہ کیا تو اس کے لئے ایک جیّد عالم اور کثیر المعلومات شخصیت کو طلب کیا۔ عباسی وزیر یحیٰ بن خالد برمکی کے تلاش و جستجو پر اکثر اہل علم نے واقدی کا نام پیش کیا (2)، وزیر ہارون آپ کو بطور گائیڈ ساتھ لے گیا اور ساری رات زیارات میں گزاری اس دوران آپ ہارون الرشید کو مشاہد کے بارے میں خصوصی آگاہی دیتے رہے، جس سے وہ بے حد متاثر ہوا اور آپ کو انعام واکرام سے نوازا (3)۔ حالات کے مطالعہ سے گمان گزرتا ہے کہ ہارون الرشید کی فرمائش پر ہی آپ نے کتاب المغازی ترتیب دی ہو۔ مگر اس کی تصدیق نہ ہو سکی ہے۔ البتہ یہ امر طے ہے کہ ہارون اور بعد میں اس کے بیٹے مامون الرشید کے ساتھ واقدی کے تعلقات بڑے مضبوط رہے، بلکہ مامون نے آپ کو مغربی بغداد کا قاضی مقرر کیا اور یہ منصب تادم مرگ آپ کے پاس رہا (4)، یہاں تک کہ آپ ۷۷ سال کی عمر کو جا پہنچے اور اس بات سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے مامون الرشید کو اپنا وصی بنایا تھا (5)، جب ۱۱ ذی الحجہ ۲۰۷ ہجری کی رات آپ نے وفات پائی (6)، تو مامون الرشید نے آپ کی تکفین کا انتظام کیا (7) نماز جنازہ بغداد کے ایک اور قاضی محمد بن سماعہ التمیمی الکوفی متوفی ۲۳۳/۲۳۶ ہجری (8) نے پڑھائی (9)

سیرت و کردار کے اعتبار سے واقدی ایک خوش طبع، بااخلاق اور باوقار شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کے دو اہم اوصاف جود و سخاء اور شرم و حیاء کا اعتراف مامون الرشید کے ایک خط میں ملتا ہے جسے ابن خلکان نے نقل کیا ہے (10)، آپ کے اساتذہ میں

---

(1) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد 4/3، ابن سعد، الطبقات الکبریٰ 322/5

(2) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد 4/3

(3) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ 420/5

(4) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد 21/3

(5) ابن قتیبہ، المعارف، ص 258

(6) سمعانی، الانساب، 281/13،

(7) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد 20/3

(8) ابن خلکان، وفیات الاعیان وانباء الزمان، بیروت: دار الاحیاء التراث الغری، 1417

(9) ابن حجر عسقلانی، تھذیب التھذیب، لاہور: نشر السنۃ اردو بازار، س۔ن، 181/9-182

(10) ابن خلکان، وفیات الاعیان، 290/2

امام مالک بن انس، سفیان ثوری، معمر بن راشد، ابو معشر جیسے نامور حضرات قابل ذکر ہیں(1)اور آپ نے ابن جریج، ابن ابی ذئب، محمد بن عبداللہ بن مسلم ابن اخی زہری جیسے جیّد علماء سے روایات لی ہیں(2)۔ابن ابی سبرہ، عبدالحمید بن جعفر، فرزند ابن شہاب زہری اور امام مالک سے خصوصاً احادیث روایت کرتے رہے(3)، آپ کے معروف شاگردوں میں ابن سعد قابل ذکر ہے جو آپ کا کاتب بھی تھا(4)، محدث ابن ابی شیبہ، سلمان بن داؤد الشاذ کونی، محمد بن شجاع الثلجی(کتاب المغازی کو روایت کرنے والے)(5)، ابن ابی حاتم، ابو عبید قاسم بن سلام اور محمد بن ادریس الشافعی (6) بھی آپ سے روایت کرتے ہیں، جبکہ معروف صوفی محدث بشر الحافی نے بھی واقدی سے روایت لی ہے جسے ابن خلکان نے نقل کیا ہے(7) مدینہ منورہ میں عرصہ دراز تک درس مغازی دیتے رہے(8) یاقوت حموی نے سیر و مغازی، فقہ، اخبار الناس و دیگر علوم میں آپ کی ثقاہت پر اجماع ذکر کیا ہے۔(9)حافظ ذہبی نے کڑی تنقید کے باوجود، آخر میں علماء کو سیرت و مغازی میں آپ کا محتاج کرم قرار دیا ہے(10)ابن ندیم اور یاقوت نے متفقہ طور پر 28 تصانیف واقدی کا ذکر کیا ہے جو قرآن، حدیث، تاریخ، انساب، فقہ اور متفرق موضوعات پر لکھی گئی ہیں(11)ان میں سے اکثر معدوم ہیں ماسوائے "الردہ والدار" کہ جس کے کچھ حصے ابن خلکان کے مطابق طبری نے نقل کیے ہیں(12) یا "تاریخ الکبیر" جس کا حوالہ طبری تاریخ الامم والملوک میں دیتا ہے(13)

---

(1)ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، 322/5، خطیب بغدادی، تاریخ بغداد 22/3، سمعانی، الانساب، 281/13

(2)یاقوت حموی، معجم الادباء، 277/18، ابن سعد، الطبقات الکبری، 322/5 وخطیب بغدادی 3/3

(3)مزی، جمال الدین، تھذیب الکمال، بیروت: دارالکتب العلمیۃ 1425ھ 277/9

(4)یاقوت حموی، معجم الادباء،، 277/18

(5)ذہبی سیر الاعلام النبلاء، 350/9

(6)سیوطی، جلال الدین، طبقات الحفاظ، قاھرہ، مکتبہ وھبہ، 1393ھ، ص، 144

(7)ابن خلکان، وفیات الاعیان، 290/2

(8)خطیب بغدادی، تاریخ بغداد 7/3

(9)یاقوت حموی، معجم الادباء، 277/18، ذہبی سیر الاعلام النبلاء 407/9، مزی، تہذیب الکمال، 230/9

(10)ذہبی، سیر الاعلام النبلاء، 469/9

(11)ابن ندیم، الفہرست، ص: 136-137، یاقوت حموی، معجم الادباء،، 281/18-283

(12)ابن خلکان، وفیات الاعیان، 390/2

(13)الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر، حافظ، تاریخ الامم والملوک، بیروت: دارالکتب العلمیہ لبنان، 1426ھ، 639/3

مغازی وسیر سے متعلق آپ کی تقریباً 12 کتب کے نام ملتے ہیں جن میں کتاب السیرۃ، ازواج النبی ﷺ، وفات النبی ﷺ ،بعام النبی ﷺ بلاواسطہ سیرت النبی کے موضوع پر ہیں۔ان کی تفصیلات نہ مل سکی ہیں البتہ طعم النبی ﷺ کے عنوان سے "محاصیل خیبر"، جوازواج رسول کی آمدنی تھی، سے متعلق معلومات خود کتاب المغازی میں مذکور ہوئی ہیں(1) کتاب المغازی واقدی کی واحد دستیاب تصنیف ہے، ۱۸۵۵عیسوی میں ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ سے معروف آسٹرین مستشرق وان کریمر نے عربی مخطوط حاصل کر کے اسے ایڈٹ کر کے شائع کیااور اس پر مفید حواشی بھی لکھی(2) ویل ہاوزن نامی جرمن مستشرق نے جرمنی زبان میں کتاب المغازی کا خلاصہ نماترجمہ کیاجو برلن سے مطبوع ہے(3) اب تک انگریزی، فارسی، جرمنی، لاطینی اور اُردو زبانوں میں اس کے متعدد تراجم ہو چکے ہیں(4)۔لاطینی زبان میں ابوالڈ ہینرچ (۱۸۰۳-۱۸۷۵) نے کیاجو ۱۸۲۶ میں شائع ہواجو یوکے میڈیکل ہیریٹیج لائبریری میں محفوظ ہے۔رضوی فائزر کا انگریزی ترجمہ راوٹ لیج لندن سے ۲۰۱۳ میں چھپاہے۔کتاب المغازی کازیر تحقیق نسخہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان کا عکسی ایڈیشن ہے جو مکتبہ وحیدیہ کوئٹہ سے دوجلدوں پر طبع ہواہے۔(5)

واقدی کی کتاب المغازی اپنے اندر ڈھیروں خوبیاں جمع کیے ہوئے ہے جو اس کتاب کا خاصہ ہیں مگر دوسری طرف کچھ خامیاں بھی ایسی ہیں جو اس کتاب کا حصہ ہیں۔اس بات میں کچھ شک نہیں کہ کوئی انسان کامل نہیں سوائے خاتم النبیین ﷺ کے اور کوئی کتاب کامل نہیں سوائے قرآن حکیم کے۔اور نہ ہی کسی کتاب کے کامل ہونے پر کوئی دعویٰ کر سکتاہے نہ ہی خود واقدی نے اپنی اس کتاب میں کسی مقام پر بھی اس کے کامل ہونے کی بات کی ہے البتہ واقدی ایک اچھالکھاری ضرور ہے پھر جو محاسن اس کے قلم کے نظر آتے ہیں اور جو معائب عیاں ہوتے ہیں اس فصل میں پیش کیے جارہے ہیں۔

---

(1)واقدی، محمد بن عمر، ابوعبداللہ، کتاب المغازی، کوئٹہ: مکتبۃ المعروفیۃ، 2018م، 2/155-159

(2)Wakidi, Aboo, Abdollah, Mohammad bin Omar, Al, Kremer, Alfred,Von (ed.by), kolkota: Asiotic, Society, 1855

(3)Wellhausen, Julius, Muhammad in Madina, : A Translation of Al-Eakidi, Berlin : 1882

(4)فارسی ترجمہ مغازی تاریخ جنگھای پیامبر کے عنوان سے محمود مھدوی دامغانی نے کیاجو مرکز نشر دانشگاہی تہران ایران سے تیسری مرتبہ 1369 میں طبع ہواہے جو کہ صرف برقی صورت میں انٹرنیٹ آرکائیو پر موجود ہے۔جبکہ اردو ترجمہ تاریخ واقدی کامل یعنی مغازی صادقہ کے نام سے مولوی بشارت علی خان ومولوی عنایت حسین نے کیاجو نول کشور پریس لکھنؤ سے 1928 میں شائع ہوا

(5)واقدی محمد بن عمر، کتاب المغازی (تحقیق: عبدالقادر عطاء)، کوئٹہ: مکتبۃ الوحیدیۃ، 2018

محاسن:

واقدی کے وہ خصائص جو کتاب المغازی کے مطالعہ سے معلوم ہوتے ہیں ذیل میں ان کو تفصیلاً ذکر کیا جارہا ہے۔

ا۔قرآن حکیم کی جانب رجوع:

کتاب المغازی کی تدوین ۱۸۰ھ تک یا زیادہ سے زیادہ قبل ۲۰۰ھ تک کے دور میں ہوئی ہے اس اعتبار سے دوسری صدی ہجری میں اسلام کے بنیادی ماٰخذ اور دین کے تمام تر اصول و کلیات کے حصول کا ذریعہ فقط دو ہی چیزیں تھیں ایک قرآن اور دوسرا نبی کریم ﷺ کی سنت اس کے بعد لوگ اقوال صحابہ اور اقوال تابعین کو درجہ بدرجہ ان کی اتباع میں تسلیم کرتے تھے مگر اصلاً دونوں ماٰخذ کی حقانیت خود صاحب قرآن کا قول تھا کہ "تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تھامے رکھو گے تو کامیاب ہو گے ایک اللہ کا قرآن دوسری میری سنت"۔اس واسطے اسلام کے اولین ماٰخذ و مصادر یہی دو ہیں۔کتاب المغازی سے ماقبل کتب میں اس مزاج کو اس قدر اختیار نہیں کیا جس قدر واقدی نے اپنی کتاب میں اختیار کیا ہے۔اور وہ مزاج "رجوع الی القرآن" کہلاتا ہے۔

واقدی جب کسی غزوہ کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں تو قرآن حکیم کی آیات جو اس متعلق اتری تھیں ان کو ذکر کرتے ہیں اس ضمن میں واقدی آیات قرآنیہ کا متن اور پھر ان کے متعلق تفصیلات بڑے احسن انداز میں درج کرتے ہیں پھر ان کی تفسیر کرتے ہیں اور آیات میں مذکور حکم الٰہی کی مراد واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

واقدی نے ایک اہم کام یہ کیا ہے کہ خاص غزوات کے بیان کے بعد باقاعدہ ذکر ما نزل فی (اسم الغزوہ) کے عنوان سے قرآن حکیم کی نازل کردہ ان آیات کو جمع کیا ہے جو اس غزوہ کے متعلق نازل ہوئیں پھر ان کو اس طرح تفصیل کے ساتھ علیحدہ علیحدہ آیات کے ٹکڑے نقل کرتے ہیں پھر ساتھ ساتھ ان کو آپس میں تفسیری اور تفہیمی اقوال کو علیحدہ ساتھ ملا کر کلام کو مربوط کرتے ہیں۔انہوں نے کلام الٰہی کو اپنے کلام سے ہر جگہ شخص رکھا ہے اس کی مثال درج ذیل ہے:

"وما كان نزل فى الحديبية: (انا فتحنا لک فتحاً مبيناً) قال: قضينا لک قضاءً فالفتح قريش و موادعتهم، **هو** اعظم الفتح (لِّيَغْفِرَ لَکَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِکَ)**(1)** قال: ما كان قبل النبوة وما تاخر قال: ما كان قبل الموت الى ان توفىٰ صلى الله عليه وسلم (ويتم نعمة عليک) بصلح

---

(1)الفتح 2/48

قریش (يهديك صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا)(1) قال: الحق (وَّ يَنصُرَكَ الله نَصْرًا عَزِيزًا)(2) حتیٰ تظهر فلايكون شرک--- الخ"۔(3)

اور جو حدیبیہ کے بارے میں قرآن میں نازل ہوا تھا یہ ہے: (بے شک ہم نے آپ کو کھلی روشنی فتح دی) کہا گیا: آپ کو مقدر کر دی گئی واضح کامیابی۔ پس قریش کا اپنی شرطیں منوا کر ظاہری فتح کے بعد پھر جانا یہ بڑی عظیم فتح ہے۔ (اس لیے کہ اللہ بخشے آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ) کہا گیا: کہ جو نبوت سے قبل والے تھے اور کہا کہ جو آپ کی زندگی میں پہلے والے اور وفات تک بعد والے (اور پوری کر دی آپ پر نعمت) قریش کے ساتھ صلح کرنے کے ساتھ (اور آپ کو دکھاتا ہے سیدھا راستہ) کہا گیا: حق کا راستہ (اور اللہ آپ کی مدد کرے گا بڑی زبردست مدد) یہاں تک کہ شرک کا خاتمہ ظاہر ہو جائے گا۔۔۔ الخ۔

اسی طرح واقدی نے غزوہ بدر کے آخر میں تفصیلاً آیات ذکر کی ہیں:

ذکر سورة الانفال- (4)

غزوہ تبوک کے بارے میں بعد میں تفصیلاً ذکر ہوا ہے۔

ذکر ما نزل من القرآن فی غزوه تبوک-(5)

غزوہ دومۃ الجندل اور تبوک کے بارے میں دو مرتبہ قرآنی آیات نقل کی ہیں:

ذکر ما نزل من القرآن فی غزوه تبوک- (6)

غزوہ بنی نضیر کے بارے میں آیات قرآنی کو اس عنوان کے تحت درج کیا ہے:

---

(1) الفتح 3/48

(2) الفتح 3/48

(3) کتاب المغازی، ج2، ص102

(4) ایضاً، ج1، ص127-132

(5) ایضاً، ج2، ص403-404

(6) ایضاً، ج2، ص442-443

ما نزل من القرآن باحد-(1)

غزوہ خندق کے بارے میں آیات اس عنوان سے جمع کی ہیں۔

باب ما انزل اللہ من القرآن فی خندق- (2)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے تفسیری اقوال:

تفسیر آیات کے لیے واقدی کا اکثر اعتماد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول پر ہوتا ہے۔اور حبر الامۃ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا تھا "**اللھم فقھه فی الدین وعلمه التاویل**" اے اللہ (عبداللہ) کو دین میں تفقہ عطا فرما اور اسے (قرآن کی) تاویل (تفسیر) کا علم عطا فرما۔ متاخرین علماء نے بھی تفسیر قرآن کے لیے انہی سے رجوع کیا ہے بلکہ خود صحابہ کرام کو جب کسی آیت کا معنی معلوم کرنا ہوتا تو انہی سے پوچھتے اور تابعین کی ایک جماعت نے آپ سے علم تفسیر سیکھا۔ واقدی نے متعدد مقامات پر جب آیات قرآنی نقل کی ہیں تو آپ کے تفسیری اقوال سے استفادہ کیا اور انہیں نقل و ذکر کیا ہے۔اس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

"اذ یوحی ربک الی الملائکة انی معکم فثبتوا الذین امنوا- الی اخرالایة"۔

مندرجہ بالا آیت پر گفتگو سے متصلاً واقدی نے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے۔

"وکان ابن عباس یقول: لم تقاتل الملائکة الا یوم بدر "۔(3)

اور ابن عباس فرمایا کرتے تھے: فرشتوں نے یوم بدر کے سوا کسی جنگ (قتال) میں شرکت نہیں کی۔

۲۔ تسلسل اور ربط کلام:

واقدی کے کلام میں ایک بہترین روانی ہوتی ہے اور بات کو بات سے جوڑ کر پیوست کر دیتے ہیں پھر روایات کو گزشتہ سے پیوستہ کے اصول کے تحت درج کرتے ہیں کہ پچھلی حدیث میں پیدا ہونے والے اشکالات و سوالات کا جواب اگلی حدیث میں وارد

---

(1) ایضاً، ج1، ص322-332

(2) ایضاً، ج1، ص420-421

(3) کتاب المغازی، ج1، ص86

ہو جاتا ہے جو یقیناً پڑھنے والے کے لیے مفید اور کارگر ہوتا ہے پھر وہ متن میں غیر متعلقہ حصوں کو داخل ہی نہیں کرتے اور سند کے بعد متن کا مذکور مختصر حصہ کئی بار اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ واقدی متون کی تقطیع کر کے ان ٹکڑوں کو متعلقہ حصوں میں متعلقہ مقامات پر درج کرتے ہیں۔ دوسرا کہ واقدی اپنے قول میں تسلسل لانے اور کلام کو مربوط رکھنے کے لیے کثرت طرق کو جمع کر دیتے ہیں اور مختلف اسناد سے حاصل شدہ کلام کو جو ان کے نزدیک معتبر ہوتا ہے جمع کر کے روایت بالمعنی کر دیتے ہیں جیسا کہ غزوہ احد کے بارے میں تفصیلات درج کرنے سے قبل آپ نے خود لکھا ہے:

حدثنا محمد بن شجاع قال: حدثنا محمد بن عمر الواقدی، قال: حدثنا محمد بن عبد الله بن مسلم و موسیٰ بن محمد بن ابراهيم بن الحارث وعبد الله بن جعفر و ابن ابی سبرة و محمد بن صالح بن دينار و معاذ بن محمد و ابن ابی حبيبة، و محمد بن يحيیٰ بن سهل بن ابی حثمة، وعبدالرحمن بن عبدالعزيز، و يحيیٰ بن عبد الله بن ابی قتادة، و يونس بن محمد الظفری، ومعمر بن راشد، و عبدالرحمن بن ابی الزناد، وابو معشر فی رجال لم اسم فكل قد حدثنی بطائفة من هذا الحديث و بعض القوم كان اوعی له من بعض و قد جمعت كل الذی حدثونی- (1)

واقدی ان رواۃ کے اسماء جن سے اس نے اس بارے میں حدیثیں سنی ہیں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اور وہ لوگ جن کے میں نے نام نہیں لیے ان سب اور ایک جماعت نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی جن میں سے کچھ کو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ یاد تھی اور پھر میں نے وہ سب کچھ ایک جگہ جمع کر دیا جو کچھ مجھ سے انہوں نے بیان کیا تھا۔

اس سے مراد یہ ہے کہ واقدی تسلسل کو قائم رکھنے کے لیے کثرت طرق کو جمع کر دیتے ہیں اور ایسے لوگوں کی روایات جو معمولی الفاظ کے تغیر و تبدل کے ساتھ ایک مضمون کی ہوتی ہیں ان کو ایک طریق سے نقل کر دیتے ہیں اور بقیہ طرق ان کی نظر میں ہوتے ہیں جنہیں کلام میں طوالت کو ختم کرنے اور اسناد کی وجہ سے پیدا ہونے والی رکاوٹ کو ختم کر کے کلام کو مربوط و منظم بناتے ہیں۔

---

(1) کتاب المغازی، ج1، ص180

اسی طرح وہ مختلف مقامات پر قالوا کہہ کر بہت سے طرق سے جمع کردہ حدیثوں کی روایت بالمعنی کرتے ہیں:

قالوا: وندب رسول اللہ المسلمین-(1)

قالوا: وراح رسول اللہ عشیة الا حد من بیوتک السقیا-(2)

قالوا: واسقسمت قریش بالازلام-(3)

پھر جب سارے ایک ہی قسم کے الفاظ پر متفق ہوں تو یوں لکھتے ہیں:

"قالوا: قال عتبه: انزل فان **ھذا** الیوم لیس بیوم رکوب لیس کل قومک راکعا"- (4)

۳۔اختلاف علماءاور اصول ترجیح:

واقدی روایات کے اخذ و قبول میں احتیاط سے کام لیتے ہیں اس حوالے سے وہ صرف اپنی پسند یا مرضی کے قول نقل نہیں کرتے بلکہ تمام معلوم شدہ اقوال کو نقل کرتے ہیں ان میں اختلاف کو واضح کرتے ہیں اور پھر قرائن کو سامنے رکھ کر اپنے علم وفن سے اختلاف کا جائزہ لیتے ہیں اور مضبوط و قوی قول کو ترجیح دیتے ہیں اس کی مثالیں کتاب المغازی میں جابجا مرقوم ہیں۔

کتاب کے آغاز میں پہلی روایت جو کہ نبی کریم ﷺ کی مدینہ طیبہ ہجرت کے بعد آمد پر ہے اس کے متعلق واقدی نے اختلاف یوں ذکر کیا ہے:

قدم رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین لاثنتی عشرة مضت من شهر ربیع الاول ویقال: لیلتین خلتا من شهر ربیع والثابت لاثنتی عشرة-(5)

---

(1) کتاب المغازی، ج1، ص34

(2) ایضاً، ج1، ص38

(3) ایضاً، ج1ص48

(4) ایضاً، ج1، ص76

(5) ایضاً، ج1، ص10

رسول اللہ ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو تشریف لائے اور کہا گیا کہ دو ربیع الاول اور ثابت (راجح) قول بارہ کا ہے۔

واقدی نے تاریخ آمد کے بارے میں دو اقوال درج کیے اور پھر ان میں سے ثابت شدہ ترجیحی قول کے بارے اپنی رائے واضح کر دی ہے۔

عمر بن حکم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ ظہر کے نزدیک پہنچے پھر آپ نے لوگوں کو اور قربانی کے جانوروں کو اکٹھا کیا یہاں تک کہ آپ نے اگلے دن ظہر کے وقت احرام باندھا۔

پھر اپنی ترجیح کو بیان فرماتے ہیں:

والقول الاول الثبت عندنا انه لم يبت-(1)

اور پہلا قول ہمارے نزدیک زیادہ راجح و مضبوط ہے کہ انہوں نے رات نہیں گزاری۔

واقدی اکثر اہل مدینہ کے عمل کو ترجیح دیتے ہیں مثلاً نبی کریم ﷺ نے جو حج کیا اس کی قسم کے بارے میں اختلافی اقوال بیان کیے ہیں کہ:

پھر واقدی اہل مدینہ کو بیان کرتے اور اسے اختیار کرتے ہوئے راجح قرار دیتے ہیں:

فكان هذا الامر الذى اخذ به اهل المدينة وثبت عندهم-(2)

پس یہ بات جسے اہل مدینہ نے پکڑا ہے وہی ہمارے نزدیک راجح و قوی ہے۔

۴۔ تطبیق و مطابقت:

واقدی قریب المعنی اقوال میں مطابقت تلاش کرتے ہیں اور اس کی نشان دہی کر کے مختلف روایات میں تطبیق پیدا کر دیتے ہیں۔ اور تطبیق صورت کو نقل و ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً نبی کریم ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام کی محبت کے بارے میں ذکر کرتے ہیں

(1) کتاب المغازی، ج2، ص453

(2) ایضاً

کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے لیے جاتے ہوئے ابواء سے مکہ کی جانب کوچ کیا تو ایک اور جگہ ٹیلوں پر نماز پڑھی یہاں ایک کیکر کا درخت تھا اس کے نیچے بیٹھے اور نماز پڑھی پھر کہتے ہیں:

كان ابن عمر يصب الا دارة تحتها مرها يسقيها-(1)

ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی اس درخت کے پاس سے گزرتے اس کے نیچے سے پانی بہا کر اسے سیراب کر دیتے۔

پھر نقل کرتے ہیں افصح بن حمید نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ:

وان ابن عمر كان يصب الاداوة تحتها فى اصل السمرة يريد بقائها-(2)

اور ابن عمر اس درخت نیچے برتن سے پانی اس لیے بہاتے تھے کہ وہ چاہتے تھے یہ باقی رہے۔

ان روایات کے درمیان واقدی تطبیق پیدا کرتے ہیں اور یوں لکھتے ہیں:

والثبت عندنا من هذا ان كل ما جعله لهم فانه قد سلمه لهم يجعل فقد قسمه بينهم فقد جمعت الغنائم واستعمل عليها رسول الله عبد الله بن كعب مازنى- (3)

اور ہمارے نزدیک ثابت شدہ یہ ہے کہ اس معاملہ میں کہ آپ نے جس کے لیے مقرر فرمایا وہ اسی کو دے دیا اور جس کے لیے مقرر ہیں فرمایا وہ ان کے درمیان تقسیم کر دیا اور آپ نے اموال غنیمت کو جمع فرمایا اور ان پر عبد اللہ بن کعب مازنی کو نگران مقرر فرمایا۔

۵۔ قول فیصل کا بیان:

واقدی جب متعارض روایات کو نقل کرتے ہیں تو اولاً ان میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر جب ایسا ممکن نہیں ہوتا تو اس سلسلہ میں وہ فیصلہ بھی صادر فرماتے ہیں اور کلام کو کھلا نہیں چھوڑتے بلکہ اس اختلاف کی بابت صحیح سمت متعین

(1) ایضاً، ج2، ص408

(2) کتاب المغازی، ج2، ص408

(3) ایضاً، ج1، ص102

کرتے ہیں۔ بعض اوقات کسی ایک قول کو ترجیحاً قبول کرتے ہیں تو کبھی سب کو رد کر دیتے ہیں اور یہ سب ان کے مضبوط علم اور کثرت روایت کی بناء پر ہوتا ہے۔

جیسا کہ غزوہ بدر میں شریک مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسماء اور ان کے انساب کو تفصیلاً بیان کیا ہے اور آخر میں بنو امیہ بن بیاضہ کے افراد کے نام ذکر کر کے ان کے اختلاف کو بیان کیا ہے:

"ومن بنی امیة بن بیاضة: حلیفة بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن فهیره ابن عامر بن بیاضة وغنام بن اوس بن غنام بن اوس بن عمرو بن مالک بن عامر بن بیاضة وعطیة بن نویره بن عامر بن عطیة بن عامر بن بیاضة حدثنی بذلک خالد بن القاسم، عن زرعة بن عبد الله بن زیاد بن لبید ان الرجلین ثبت قال الواقدی: ولیس بمجتمع علیهما"-(1)

اور بنو امیہ بن بیاضہ میں سے (بدر میں شریک ہونے والے) ہیں: حلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن عامر بن بیاضہ اور غنام بن اوس بن غنام بن اوس بن عمرو بن مالک بن عامر بن بیاضہ اور عطیہ بن نویرہ بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ۔ یہ مجھ سے خالد بن قاسم نے زرعہ بن عبداللہ بن زیاد بن لبیہ کی روایت میں سے بیان کیا کہ ان دو آدمیوں کا ہونا ثابت ہے۔

قال الواقدی: ولیس بمتجمع علیها-

واقدی اپنا فیصلہ فرماتے ہیں: کہ ہماری تحقیق کے مطابق ان دونوں پر بھی اتفاق نہیں ہے۔

غزوہ احزاب کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے اپنا فیصلہ کن قول یوں صادر فرماتے ہیں:

پھر جس رات آندھی چلی اور قریش کی ہانڈیاں الٹ گئیں خیمے اکھڑ گئے اس دن کے تعین میں اختلافی اقوال نقل کیے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے جو بد دعا کی تھی وہ کس دن قبول ہوئی منگل بدھ اور دیگر دنوں کے بارے میں مروی اقوال ذکر کرنے کے بعد فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ:

---

(1) ایضاً، ج1، ص160

قال ابن واقد: وهذا اثبت الاحاديث وقالوا: لما كان ليلة السبت بعث الله الريح فقلعت وتركت- (1)

واقدی کہتے ہیں: یہ ہمارے نزدیک سب سے زیادہ ثابت حدیث ہے کہ جب ہفتہ کی رات ہوئی تو اللہ نے آندھی بھیجی اور اس نے ہر چیز اکھیڑ کر رکھ دی۔

۶۔جامعیت:

واقدی نے کتاب المغازی میں حتی المقدور معلومات کو جمع کر کے اپنی تحریر کو انتہائی جامع بنانے کی کوشش کی ہے جبکہ دیگر کتب مغازی میں اس قدر معلومات یکجا میسر نہیں ہیں۔ پھر اس بابت انتہائی باریک بینی کے ساتھ چیزوں کو مرتب کرتے ہیں کہ پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا خود واقدی نے اپنی کتاب کے خلاصہ کے طور پر ایک اہم مقدمہ آغاز میں درج کیا ہے وہ اس کی جامعیت پر قوی دلیل ہے۔اس کے نظائر درج ذیل ہیں۔

تاریخ وقوع غزوہ:

مثال: ثم غزا بدر القتال صبيحة سبع عشرة من رمضان يوم الجمعة على راس تسعة عشر شهرا- (2)

پھر آپ نے ہجرت کے انیس ماہ بعد سترہ (۱۷) رمضان المبارک جمعہ کی صبح کو غزوہ بدر الکبریٰ فرمایا۔

مقام مبارزت:

مثال: ثم لواء عبيدة بن حارث---- الى رابع وهي على عشرة اميال من الجحفة وانت تريد قديداً- (3)

---

(1)ایضاً،ج1،ص416

(2)ایضاً،ج1،ص12

(3)ایضاً،ج1،ص10

پھر غزوہ عبیدہ بن حارث۔۔۔رابع کی طرف لڑا گیااور یہ جحفۃ سے دس میل کے فاصلے پر ہے جہاں آج کل قدید ہے۔

جنگ کادورانیہ:

سریہ اسامہ بن زید--- وکان مخرجہ من الجرف الهلال شهر ربيع الاخر سنة احدى عشرة فغاب خمسة وثلاثين يوماً عشرون فى بداته و خمسة عشر فى رجعته-(1)

اور وہ لوگ جرف ھلال سے ربیع الثانی گیارہ ہجری میں نکلے اور پینتیس (۳۵) دن غائب رہے بیس دن جانے میں لگے اور پندرہ (۱۵) واپس لوٹنے میں۔

جنگی علاقوں کے موسمی حالات:

غزوة تبوک--- وکان فی حر شدیداً وکان یجمع من یوم نزل ذاخشب۔(2)

اوراس دن سخت گرمی کا موسم تھااور انہوں نے اس دن درختوں کے نیچے سائے میں پڑاوڈالا ہوا تھا۔

علم برداران غزوات:

مثال: غزوہ بدر---لواء المهاجرين مع مصعب بن عمير ولواء الخزرج مع الحباب بن منذر ولواء الاوس مع سعد بن معاذ- ومع قريش ثلاثة الوية لواء مع ابى عزيز ولواء مع النضر بن حارث ولواء مع طلحة بن ابى طلحة-(3)

بدر کے دن مہاجرین کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور خزرج کا جھنڈا حباب بن منذر اور اوس کا جھنڈا سعد بن معاذ کے پاس تھا رضی اللہ عنہم اور قریش (لشکر کفار) کے پاس تین جھنڈے تھے ایک ابو عزیر کے پاس دوسرا نضر بن حارث اور تیسرا طلحہ بن ابو طلحہ کے پاس تھا۔

---

(1) ایضاً، ج2، ص478

(2) کتاب المغازی، ج2، ص386

(3) ایضاً، ج1، ص69

دوران غزوات مدینہ میں نائبین:

مثال: حمراء الاسد، بنو نضیر، خندق، بنو قریظہ، بنو لحیان، غابہ حدیبیہ، فتح مکہ، حنین، طائف اور حجۃ الوداع میں رسول اللہ نے مدینہ میں اپنا نائب حضرت ابن ام مکتوم کو بنایا رضی اللہ عنہ-(1)

بدر میں عبداللہ بن رواحہ، مریسیع میں زید بن حارثہ اور ذات الرقاع میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کو اپنا نائب بنایا۔(2)

اہل اسلام کے جنگی شعار:

بدر اور حنین میں شعار اسلام "یا منصور امت تھا" فتح مکہ اور خیبر میں مہاجرین کا شعار بنو عبد الرحمن تھا جبکہ اوس کا شعار بنو عبیداللہ اور خزرج کا شعار بنو عبداللہ تھا۔(3)

دیگر اہم معلومات:

۱۔ جنگ میں شریک مسلمانوں اور کفار کی تعداد

۲۔ اہل اسلام کے لشکر کے گروہ مہاجروں اور انصار اور ان کے الگ قبائل کی تفصیلات

۳۔ مسلمان شرکاء کے نام اور ان کے تفصیلی نسب

۴۔ کافروں کے نام اور قبیلے بمع نسب و نسل

۵۔ اہم مبارزین جنگ کے نام اور مبارزت کا نتیجہ

۶۔ شہید ہونے والے مسلمانوں کے نام اور شہید کرنے والوں کے نام

۷۔ قتل ہونے والے کافروں کے نام اور قتل کرنے والے صحابہ کے نام

۸۔ دوران جنگ اہم واقعات

---

(1) کتاب المغازی، مقدمہ، ج1، ص18-19

(2) ایضاً

(3) ایضاً

۹۔ دوران غزوات مسلمان ہونے والوں کی تفصیلات

۱۰۔دوران غزوات ظاہر ہونے والے معجزات رسول

۱۱۔ رسول اللہ ﷺ کی تربیت،اخلاقیات اور عادات کے متعلق اہم معلومات

۱۲۔جنگ میں قید ہونے والوں کے نام اور ان کے متعلق کیے جانے والے فیصلے

۱۳۔جنگ میں طے کیے جانے والے فدیے اور ان کی مقدار و تعداد اور فدیہ ادا کرنے والوں کے نام۔

۱۴۔جنگ میں حاصل ہونے والے اموال غنیمت اور اس کی مقدار، تعداد اور قیمت کا تعین۔

۱۵۔رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کی جنگی سواریاں جو غزوات میں زیر استعمال رہیں ان کے نام سے عبس، زیال، سیل، لہجہ، فقراء وغیرہ

۱۶۔جنگ میں کافر جرنیلوں کی مشہور سواریاں جو اہل اسلام کو حاصل ہوئیں ان کے نام اور خصوصیات۔

۱۷۔مختلف سفری راستوں کی تفصیلات اور علاقوں کے جغرافیائی حالات۔

۱۸۔جنگ کا خاتمہ اور نتیجہ اور اس کے اثرات مابعد کے ایام پر۔

۱۹۔ جنگ کے اسباب نام اور وجہ تسمیہ کے متعلق تفصیلات

۲۰۔دوران غزوات رسول اللہ ﷺ کا ایک بہترین سفری روئیداد۔

معائب:

واقدی کی کتاب المغازی جہاں اپنے اندر بے مثل محاسن و فضائل کو سموئے ہوئے ہے وہیں کچھ چیزیں اس کے اندر نقص و سقم کی طرف دلالت بھی کرتی ہیں اور وہ باتیں اصول حدیث کے پیش نظر ہیں۔ شاید اسی وجہ سے واقدی کو علماء کی سخت تنقید کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ واقدی کی معائب اصلاً اصول حدیث کے پیرائے میں صحیح طور پر سامنے لائے جا سکتے ہیں مگر چونکہ اس ضمن میں دو اہم باتوں کا لحاظ رکھنا انتہائی ضروری ہے ایک تو یہ کہ واقدی نے اپنی کتاب کو حدیث کی کتاب قرار دیا نہ ہی اس نے اس کے مجموعہ احادیث ہونے کا دعویٰ کیا ہے بلکہ اسے مغازی رسول اللہ ﷺ کہا ہے اور خود واقدی کے بقول اس نے غزوات کے

متعلق معلومات ان مقدس مقامات تک جا جا کر حاصل کیں اور مختلف لوگوں کے اقوال مختلف طرق سے جمع کرکے واقعہ کی تفصیلات کو جمع کیا ہے اور یوں ایک مربوط مغازی کی کتاب مرتب کی ہے۔

دوسرا یہ کہ واقدی کا زمانہ تالیف اصول حدیث اور علم حدیث کے عہد تدوین سے قبل کا ہے اس اعتبار سے چونکہ علمائے حدیث کے اصول وضوابط ابھی مقرر بھی نہ ہوئے تھے لہٰذا کتاب المغازی کو اس پیرائے میں پرکھنا ممکن نہیں یہی وجہ ہے کہ امام بخاری کے استاد امام اسحاق الراھویہ کی المسند امام ابن حنبل کی المسند اور دیگر کتب احادیث کو بھی امام بخاری ومسلم اور اصحاب سنہ کے اصول کے پیرائے میں نہیں لیا جاتا۔

کتاب المغازی کے وہ معائب جو اس کی کمزوری کی طرف دلالت کرتے ہیں درج ذیل ہیں:

ا۔سابقہ مصادر سے مراجعت کی کمی:

اس میں کچھ شک نہیں کہ واقدی سے ما قبل بہت سے اصحاب المغازی گزرے ہیں جن میں موسیٰ بن عقبہ، ابان بن عثمان، عروہ بن زبیر صف اول میں نظر آتے ہیں پھر ابن شہاب زھری قابل ذکر ہیں۔ان سب حضرات کی تالیفات میں کتاب المغازی شامل ہے۔یقیناً واقدی نے جب مغازی رسول کو مرتب کرنے کا آغاز کیا تو یہ کتب موجود تھیں اور واقدی کی زندگی کا اکثر حصہ مدینہ طیبہ میں گزرا تو پھر ان مصادر کے واقدی کو اخذ واستفادہ کرنا چاہیے تھا۔اس کی دو صورتیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ واقدی نے ان سے استفادہ کیا ہو جیسا کہ کتاب المغازی میں حضرت عروہ بن زبیر کے اقوال منقول ہیں:

"فحدثني محمد عن الزهري، عن عروة قال: ان رسول الله ﷺلما رجع من بدر حسدوا فاظهروا الغش فنزل عليه جبريل عليه السلام هذه الآية (واما تخافن من قوم خيانة فانبذ اليهم على سواء ان الله لا يحب الخائنين)"- (1)

ایک تو یہ کہ واقدی نے اس اسلوب کو اختیار ہی نہیں کیا کہ وہ جن کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے ان کا حوالہ نہیں دیتا بلکہ صرف ان میں نقل کردہ روایات کو درج کر دیتا ہے۔

دوسرا یہ کہ واقدی نے ان کتب کا مطالعہ ہی نہ کیا ہو۔مگر پہلی بات زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ واقدی ایک کثیر العلم شخصیت کے حامل تھے اور ان کے پاس دو آدمی اس خدمت پر مامور تھے جو بروقت اس کی کتابیں لکھتے رہتے تھے۔ابن سعد اور

(1) کتاب المغازی،ج1،ص168

ہشام کلبی کاتبین واقدی نے اس کے لیے جو کتابیں نقل کیں وہ اس کے وصال کے وقت چھ سو الماریوں کی صورت میں تھیں اور ہر الماری کو دو آدمی مل کر اٹھاتے تھے جبکہ وہ اپنی وفات سے کچھ دیر قبل کچھ کتابیں فروخت بھی کر چکا تھا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقدی نے ان کتب مغازی کو دیکھا ان سے اخذ و استفادہ کیا مگر ان کا حوالہ دینا گوارہ نہ کیا۔

یہی حال ابن اسحاق کے ساتھ کیا کہ اس کی السیرۃ النبویۃ واقدی کی زندگی میں موجود سب سے مربوط کتاب تھی جو اس موضوع کو شامل تھی مگر واقدی نے اس کتاب کا حوالہ تو در کنار کہیں ابن اسحاق کی سند بھی نقل نہیں کی جس طرح زہری کی اسناد ذکر کی ہیں اور نہ ہی ابن اسحاق کا کوئی قول نقل کیا جس طرح عروہ اور زہری کے اقوال کو نقل کیا ہے۔ جبکہ دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ واقدی نے ابن اسحاق کی کتاب سے جس قدر فائدہ اٹھایا ہے اتنا کسی سے نہیں اٹھایا۔

۲۔ تکرار:

تکرار فن تحریر کا ایک عیب ہے کہ مصنف اپنے کلام میں بار بار باتوں کو دھرائے تو کئی مرتبہ تکرار حسن تحریر میں کمی پیدا کرتی ہے۔ واقدی کے ہاں بھی نقل روایت میں کئی مقامات پر تکررات درج ہوئی ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

"عن اسامه بن زيد قال: دخلت مع رسول الله الكعبة---

قالوا: وامر رسول الله بالكعبة فغلقت عليه و معه اسامه بن زيد و بلال بن رباح و عثمان بن طلحة فمكث فيها ما شاء وكان البيت يومئذ على شتة الممدة"۔(1)

"قال ابن عمر: فسالت بلالاً كيف ضع النبى حين دخل البيت قال: جعل عمودين عن عينيه وعموداً عن يساره و ثلاثة وراء، ثم صل ركعتين"۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے بلال سے پوچھا رسول اللہ جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو کیا کہا تو بولے آپ نے دونوں دائیں چھوڑے اور ایک بائیں جانب اور تین پیچھے پھر دو رکعت نماز پڑھی۔ یہی روایت دوبارہ حجۃ الوداع میں بھی نقل کی گئی۔

(1) کتاب المغازی، ج2، ص260

"قال: و دخل رسول الله الكعبة فلما انتهي الى بابها خلع نعليه و دخل مع عثمان بن ابی طلحة و بلال و اسامة بن زيد فاغلقوا عليهم الباب طويلاً، ثم فتحوه قال ابن عمر: فكنت اول الناس سبق اليه فسالت بدالاً: اصلى رسول الله فيه؟ قال: نعم ركعتين بين الا سطوا نتين المقدمتين وكان على ستة المدة"۔(1)

ابن عمر رضی اللہ نے کہا: میں وہاں (بیت اللہ جانے والا پہلا تھا) جس نے بلال سے پوچھا: کیا رسول اللہ نے اس کے اندر نماز پڑھی تو کہا ہاں دو رکعت پہلے دوستونوں کے درمیان پڑھی اور ان دنوں کعبۃ اللہ چھ ستونوں پر قائم تھا۔

۳۔واقعہ نگاری:

واقدی کی تحریر میں واقعہ نگاری غالب نظر آتی ہے۔اس کی وجہ اس کا مخصوص اسلوب بیان ہے کیونکہ وہ جنگوں کے احوال کو بیان کرتے ہیں اور اس دوران وہ انہیں دلچسپ بنانے کے لیے اس میں الفاظ کے تغیر و تبدل اور تقدیم و تاخیر سے گریز نہیں کرتے۔اس طریقے سے واقعہ نگاری کا فن تو مکمل ہوتا ہے مگر علم حدیث کے اصول اور قاعدے اسے قبول نہیں کرتے اس ضمن میں واقدی نے جن طریقوں کو اپنایا ہے وہ درج ذیل ہیں:

ا۔دلچسپ انداز بیان، ۲۔روایت میں تقدیم و تاخیر، ۳۔الفاظ روایت میں تغیر و تبدل، ۴۔روایت بالمعنیٰ، ۵۔تقطیع کلام (مختلف مرویات کے مختلف حصوں کو قالوا کہہ کر ایک جگہ جمع کر دینا)، ۶۔بسا اوقات احادیث اور آثار و اقوال کو اکٹھا کر دینا، ۷۔جزئیات کے حصول کے لیے صحت روایت سے صرف نظر کرنا۔

۴۔کثرت طرق کا اجتماع:

واقدی نے اکثر غزوات کے آغاز میں کافی سارے رواۃ کے نام نقل کیے ہیں اور پھر وہ بہت لوگ یا عوام کہہ کر کثیر تعداد کا ذکر کر دیتا ہے کہ میں نے ان سے حدیثیں سنیں ہیں۔پھر صرف قالوا کہہ کر ان کی تمام طرق کو جمع کر دیتا ہے اور گو کہ اکثر مقامات پر سند کا اہتمام کرتا ہے مگر پھر بھی جا بجا روایات موجود ہیں جن کے آغاز میں صرف قالوا کہنے پر ہی اکتفاء کیا ہے۔

مثلاً واقعہ ہجرت کے بارے میں:

(1)ایضاً، ج2، ص260

"فکتبت کل الذی حدثونی قالوا"۔(1)

"قد حدثنی ببعض هذا الحدیث وبعض القوم کان اوعی له من بعض وقد جمعت کل الذی حدثونی قالوا"- (2)

پس تحقیق کہ مجھ سے بعض لوگوں نے یہ حدیث بیان کی اور بعض لوگوں نے جو ایسی قوم سے تھے ان کو پہلوں سے زیادہ علم تھا پھر میں نے سب کو جمع کر دیا جو کچھ مجھ کو روایت ہوا قالوا۔

۵۔ مؤرخانہ طرز تالیف:

دراصل مؤرخین حضرات کے پیش نظر تاریخ کو تسلسل کے ساتھ بیان کرنا اور حالات زمانہ کے زیادہ سے زیادہ احوال کو قلمبند کرنا ہوتا ہے اس حوالے سے ان کے پیش نظر روایت و درایت اس قدر نہیں ہوتی جس قدر ان کے نزدیک مواد کو جمع کرنا اہم ہوتا ہے۔ اس لیے وہ زیادہ سے زیادہ باتیں جمع کرنے پر اپنی توجہ مرکوز رکھتے ہیں جبکہ اس کے برعکس محدثین کا طریقہ یکسر مختلف ہے۔ دوسرے واقدی نے اس کتاب میں تاریخی انداز کو اختیار کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے سابقہ سطور میں بات کی کہ اگر اس کتاب کا بغور جائزہ لیں تو ہجرت کے گیارہ سالوں کا نبوی سفر نامہ معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ ایک کے ساتھ ایک بات جڑی ہوئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کب تشریف واپس لائے اور کب دوبارہ روانہ ہوگئے واپس آکر کیا کیا کام کیے آرام کیا یا یونہی دوبارہ روانہ ہوگئے۔ سفر میں حالات کیا پیش آئے کون کون ساتھ تھا۔ سفر کے دوران کون سے اہم واقعات رونما ہوئے تو اس تاریخی ترتیب کو برقرار رکھنے کے لیے مقاصد تاریخ کو پورا کیا گیا ہے نہ کہ محدثین کے طرز پر روایت کے اصول و قواعد کے لحاظ سے ان کی جانچ کی گئی ہے اور نہ ہی درایت کے پیمانوں کا استعمال ہوا ہے۔

خلاصہ کلام:

واقدی کی کتاب المغازی دوسری صدی ہجری کی اہم یادگاروں میں سے ایک ہے اور بلاشبہ مغازی رسول ﷺ کے بیان میں یہ کتاب بنیادی مآخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ واقدی پر طعن و تنقید کے باوجود مابعد کے اصحاب المغازی اور سیرت نگاروں نے اس کتاب سے بہ ہر حال استفادہ کیا ہے۔ واقدی کی کتاب کی عمدگی اس کا ربط و تسلسل ہے جو اس کے مربوط و منظم متن سے واضح

---

(1) ایضاً، ج1، ص10

(2) ایضاً، ج1، ص308

ہے اور اس کی تفہیم انتہائی آسان ہے۔ مگر باوجود اس کے کتاب المغازی میں کچھ معائب ایسے رہ گئے مغازی کے عہد تدوین کے طور جن کا موجود ہونا درست نہیں ہے جیسے تکرار اور افسانوی طرز، یقیناً کلام میں بے جا اضافے اور تبدیلیاں کسی طور پر لائق قبول نہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی جانب اس کی نسبت کی گئی ہو۔ علاوہ ازیں مجموعہ ہائے مغازی اور بالخصوص واقدی کی ما قبل "السیرۃ النبویہ لابن اسحاق' جیسی اہم کتب سے استفادہ کرتے وقت واقدی کو انہیں حوالہ کے طور پر پیش کرنا چاہیے تھا یا کم از کم آغاز میں اپنے دستیاب مصادر سے مراجعت کا اظہار ہی کر دیتے۔

کتاب المغازی کے مطالعہ کے بعد یوں کہنا حق بجانب ہے کہ یہ رسول اکرم ﷺ کا ایک بہترین سفر نامہ ہے جس میں آپ کی ہجرت کے بعد کی زندگی جو اصلاً زیادہ اسفار میں گزری ہے اس کی جامع سفری روئیدادوں پر مشتمل ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆